بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

فرقہ واریت......لمحہ فکریہ

دہشت گردی کی طرح آج تک فرقہ واریت کی بھی صحیح اور مستند تعریف سامنے نہ آ سکی۔ البتہ جس کسی کو ذرا سزا دینی مقصود ہو۔ اسے فرقہ واریت کی آڑ میں دھر لیا جاتا ہے۔ آج اپنے حقوق کی بات کرنے والا دہشت گرد اور حق سچ کی بات کرنے والا فرقہ واریت کا مجرم۔

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جس نے زندگی گزارنے کے مثالی اصول وضع کر دیئے ہیں۔ قرآن حکیم اور حدیث نبوی میں اس کی مکمل راہنمائی موجود ہے۔ جسے انسان نے اپنی سوجھ بوجھ، عقل و دانش اور فہم و فراست سے کئی کئی معنی پہنائے اور ہزار ہا تعبیریں کیں۔ جس کی پیروی کیلئے لاکھوں عقیدت مند بھی مل گئے۔ یہ سلسلہ مدتوں سے نسل در نسل منتقل ہوتا چلا آیا ہے۔ ان میں سے ایسے لوگ بھی ہیں، جو ہمیشہ بہتر سے بہترین کی جستجو میں رہے اور کہیں سے گوہرِ نایاب ڈھونڈ لائے۔ کتاب و سنت سے براہِ راست راہنمائی، جس میں نہ پیوندکاری کا خدشہ اور نہ ہی تقلیدی کام کا طعنہ۔ عملی زندگی میں اس بے مثال سلسلے کو گلے کا گلوبند بنانے کا افتخار جانا۔ خالص چیز ہمیشہ خوب تر ہوتی ہے۔

اسلام اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا ہے۔ لیکن ایک بات پر کسی سمجھوتے کا حامی نہیں اور وہ ہے عقیدہ۔

عقیدہ توحید ہو یا کہ رسالت کتب سماوی ہوں یا کہ آخرت اس میں خامہ فرسائی کی گنجائش نہیں اور نہ ہی اس میں عقل کو دخل ہے۔

لا الہ الا اللہ میں نفی و اثبات کی وسعت عبادت سے لے کر انسانی ضرورتوں کی کفالت کا مکمل احاطہ ہے۔ اب اگر اس میں کوئی اللہ تعالیٰ کی صفات اور خوبیوں کا تذکرہ کرنا چاہے تو کرتا چلا جائے۔ اس کے سوا سب کی نفی از خود ہوتی چلی جائے گی۔ پتھر سے تراشے صنم جو دیوتاؤں کا روپ دھارے جامد و ساکت ہیں، اپنے اوپر بیٹھی کسی مکھی کو نہ اڑا سکیں، کا ذکر کر کے اس کی بے بسی اور بے چارگی بیان کرے تو یہ کیا وہ سچ نہیں ہے جو کہ لا الہ میں پوشیدہ ہے۔ لاریب یہی وہ سچائی ہے، جس کا اظہار لا الہ الا اللہ کے ذریعے کیا گیا۔ کسی چیز کی نفی دراصل دوسری کا

اثبات ہے اور کسی کا اثبات دوسرے کی نفی ہے۔ اس کے بغیر یہ بات ممکن نہیں کہ آپ اپنی بات کو منوا سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ﴿لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر﴾

آج فرقہ واریت کا تصور یہ ہے کہ آپ کسی کے عقیدے یا نظریے کی نفی کر دیں۔ سچائی اور حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے اگر کسی کے جھوٹ کی نشاندہی کر دی تو سمجھیے کہ آپ نے فرقہ واریت کا ارتکاب کیا۔ قرآن وسنت سے متصادم بات کو غلط کہہ دیا تو گویا جرم سرزد ہو گیا۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کیا یہی فرقہ واریت ہے......؟ اور کیا یہ واقعی جرم ہے......؟

پاکستان میں کوئی مہینہ ایسا نہیں جس میں مذہب کے نام پر کوئی نہ کوئی تقریب محفل' عرس' منائے نہ جاتے ہوں' ان مواقع پر مقررین جو کچھ بیان کرتے ہیں' ان کی نسبت اسلام کی طرف کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ عوام ان تمام رسومات کو دین کا حصہ تصور کرتے ہیں اور نیکی اور ثواب سمجھ کر نہ صرف اس میں شریک ہوتے ہیں' بلکہ دل کھول کر خرچ بھی کرتے ہیں۔ جہالت اور لاعلمی کی بناء پر ہر سال اس میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا چاہے' اسلام کی اصل تعلیمات بیان کرے تو وہ فرقہ واریت بن جاتی ہے۔ اس لیے کہ اس نے دوسرے کسی مسلک کے طریقہ کار کو خلاف اسلام قرار دیا ہے۔ یہ عجیب منطق ہے کہ اسلام کی سچائی کا اظہار جرم بن جائے۔ جبکہ اس کے خلاف بدعات اور خرافات کا پرچار درست قرار پائے۔

اگر یہ طریقہ کار واقعی فرقہ واریت کو فروغ دیتا ہے تو ہم اتحاد ویکجہتی کے علمبرداروں سے ضرور پوچھنا چاہیں گے کہ محرم الحرام کے پہلے عشرہ میں سرکاری میڈیا میں جو کچھ سنایا گیا یا دکھایا گیا' وہ کیا ہے......؟ ایک خاص گروہ کا تراشیدہ فکر اور کلچر ہے' جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اب یا تو ان تمام باتوں کو من وعن اسلام سمجھ کر قبول کر لیا جائے جو ناممکن ہے یا اس میں سے غلط کی نشاندہی دی جائے۔ جو فرقہ واریت ہے۔ اب کونسا راستہ باقی ہے......؟

ہم اس سے قبل بھی یہ عرض کر چکے ہیں کہ اسلام کتاب وسنت کا نام ہے۔ فقہی مسائل میں اختلافات ممکن ہیں۔ آئمہ کرام نے دوسروں کی رائے کا احترام کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کیا اور یہ دروازہ کھلا چھوڑا کہ اگر بعد میں آنے والے ان کی رائے کو کتاب وسنت سے مختلف پائیں تو ہماری رائے کی صحت پر اصرار نہ کریں۔ بلکہ کتاب وسنت کو ترجیح دیں۔ البتہ عقیدے میں تو ایسے اختلاف کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

اگر کوئی گروہ اپنے چاہنے والوں کو خاص جگہ پر ایسی وعظ یا تلقین کرتا ہے' جس سے دوسرے لوگ متاثر نہ ہوتے ہوں' تو اس میں اختلاف کی گنجائش نہیں (لیکن اگر وہ برملا اس کا اظہار کرے اور سرکاری طور ذرائع ابلاغ

کو استعمال کرے) تو اخلاقی طور پر دوسروں کو بھی موقع ملنا چاہیے کہ وہ اس کی تصحیح اور توضیح کریں تاکہ عوام الناس غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ ایسی صورت کو فرقہ واریت نہیں کہا جائے گا۔

ہم بصد احترام گزارش کریں گے کہ موجودہ حالات میں اتحاد و یکجہتی کی اشد ضرورت ہے۔ لیکن اتحاد کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری کسی ایک گروہ کی نہیں ہے' بلکہ یہ تب ممکن ہے' جب تمام مسالک کے لوگ اور خصوصاً ذمہ داران اپنا اپنا کردار ادا کریں اور حکومت وقت انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی ایک گروہ کو دوسروں پر مسلط نہ ہونے دے اور تمام لوگوں کے ساتھ یکساں سلوک کریں۔

امید کرتے ہیں کہ آئندہ ان امور کا لحاظ رکھا جائے گا۔ تاکہ قوم میں انتشار پیدا نہ ہو اور وطن عزیز فرقہ واریت کی لعنت سے بچا رہے۔

بدگماں حرم سے......!

پاکستانی سیاست کے اصول وضوابط پوری دنیا سے مختلف ہیں۔ یہاں اقلیت ہمیشہ اکثریت پر حکمران رہی ہے۔ جمہوریت کے نام پر ڈکٹیٹر شپ اور عوام کے نام پر شخصی حکومت غالب رہی ہے۔ وڈیرے' جاگیردار' ریٹائرڈ جرنیل اور بیوروکریٹ نسل در نسل حکومت سازی میں شامل رہے ہیں۔ نام بدلتے ہیں' شخصیت اور کردار وہی ہیں۔ سیاست ایک کھیل کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ لہٰذا سیاست سیاست کھیلنے کا حق ہر کس و ناکس کو حاصل ہے۔ لاتعداد سیاسی جماعتیں ہیں' بعض ایسی ہیں کہ ان کے تمام عہدیداران اور کارکنان کی تعداد تانگے کی سواریوں سے زیادہ نہیں۔ لیکن یہ تو ذرائع ابلاغ کا کمال ہے کہ سیاسی منظر پر نمایاں نظر آتے ہیں۔

پاکستان میں سیاست سے بہتر کوئی مشغلہ نہیں ہے۔ پہلے اعلیٰ سرکاری عہدوں کے مزے لوٹے جاتے ہیں۔ قوم کا خون چوسنے کے لیے طرح طرح کے طریقے وضع کیے جاتے ہیں۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد قوم کی بے بسی اور بے نوائی کا درد اٹھتا ہے۔ ان کے حقوق حاصل کرنے کے لیے بڑی قربانی دیتے ہوئے میدان میں آتے ہیں۔ کسی سیاسی جماعت کا نمائندہ بن کر الیکشن میں حصہ لیتے ہیں۔ قسمت نے یاوری کی' منتخب ہو گئے۔ تو براہِ راست کابینہ کے ممبر ناکامی کی شکل میں بھی خسارہ نہیں۔ کسی پرائیویٹ چینل پر دانشوری کرتے ہیں۔ قوم کے استحصال پر اپنے دکھ کا اظہار کرتے ہیں اور ایسی ظالمانہ حکومت سے نجات کے لیے نہایت مفید مشورے دیتے ہیں۔

سیاسی میدان میں دوسروں کے ہمراہ ایک طبقہ وہ بھی ہے' جو دینی جماعتوں سے وابستہ ہے اور اسلام کے